دائرے کا سفر

سیف اللہ خالد

کیلنڈر بہت ظالم ہے، اچانک وہ سب یاد دلا دیتا ہے، سامنے لا ڈالتا ہے جس کو ہم بھول چکے ہوتے ہیں اور یاد بھی نہیں کرنا چاہتے۔ جیسے ۶ / مارچ، بلکہ ۵ اور ۶ / مارچ۔ کسی درسی کتاب میں ہے نہ کسی اخبار نویس کی یاد میں کہ ۵ اور ۶ / مارچ کو کیا ہوا تھا۔ ٹھیک ۵۵ برس قبل ۵ / مارچ ۱۹۵۳ء وہ مکروہ دن ہے کہ جس روز میرے بازو مجھ پر اٹھے۔ میرے ہاتھوں نے میرے ہی وجود پر گولیاں برسائیں اور ایک بڑی سازش کے تحت قوم کو اپنی ہی فورسز کی گولیوں کے سامنے کھڑا کر دیا گیا۔ دو روز میں ۱۲ ہزار انسان شہید ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد پہلا سانحہ۔ جب اس دور کے قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خان اور دیگر حواریوں نے مملکت خداداد کی بنیادوں میں نفرتوں کا بیج بویا اور ختم نبوت کا نعرہ لگانے والے ۱۲ ہزار انسان لاہور، کراچی، ملتان، فیصل آباد اور گوجرانوالہ کی سڑکوں پر قتل کر دیئے گئے۔ لاہور کا مال روڈ عشاقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لہو سے نہا گیا۔

۵ اور ۶ / مارچ ۱۹۵۳ء سے ۵ / مارچ ۲۰۰۸ء تک کا سفر اسی المیے اور اسی گولی، گالی، خون اور لاش کا سفر ہے۔ مملکت کی گاڑی راست سمت میں چلتی ہے اور پھر کوئی نادیدہ ہاتھ اپنے مفادات کی خاطر بھائیوں کو ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کرتا ہے اور پھر سے قومی خودکشی کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔

یہ معاملہ جو ۵۵ برس قبل لاہور کے مال روڈ پر جزوی مارشل لاء سے شروع ہوا تھا، آج ۵۵ برس بعد قبائلی علاقوں سے لے کر پورے ملک کے طول وعرض میں آگ لگا چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ فصیلِ وطن کے نگہبانوں کو قوم سے دست وگریباں کرنے میں کس کا مفاد ہے؟ پاکستان کو اندرونی کشمکش میں الجھانا کس کا خواب؟ آج ۵۵ برس بعد اک ذرا پلٹ کر دیکھ لیں تو چہرے بے نقاب ہیں، شخصیات عیاں ہیں، ارادے طشت از بام ہیں۔ اور اک ذرا تجسس اور تحقیق بھری نگاہ حال پر ڈال لی جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ صرف نام بدلے ہیں کردار نہیں۔ صرف چہروں کی تبدیلی ہوئی ہے، اندازوں کی نہیں، کل جو سازشی تھا۔ آج بھی وہی سازش ہے۔ کل جس کا مفاد قتل وغارت تھا آج بھی اسی کا مفاد خون بہانے میں ہے۔ کل جو اس ملک کو توڑنا چاہتا تھا، آج بھی وہی دیواروں میں شگاف ڈال رہا ہے اور بنیادوں کو ہلانے کے عمل میں مصروف ہے۔

۵ / مارچ ۱۹۵۳ء۔ اک ذرا جائزہ تو لیں مال روڈ پر پہلی گولی اور لاشوں کا سلسلہ شروع کیسے ہوا۔ محض اس بنا پر کہ پاکستانی قوم ایک جھوٹے نبی کو ماننے پر تیار نہ تھی۔ اس لیے کہ اس وقت کے مسلمان اپنے نبی آخر الزماں، صاحب تاج وتخت

ختم نبوت، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت پر کوئی حرف نہیں آنے دینا چاہتے تھے اور ان کے منصب پر ڈاکہ ڈالنے والے ٹولے کا احتساب اور ان کے دجل وفریب کو بے نقاب کر کے انھیں ملت کے وجود سے کاٹ پھینکنا چاہتے تھے۔ ان کے پاس بندوق تھی نہ گولی۔ ہاں ایمان تھا اور ہم سے زیادہ مضبوط ایمان تھا جس کے بل پر نکلے اور اس وقت کی حکومت کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ یہ حکم کس نے دیا اور کیوں دیا؟ اس پر تو بحث چلتی آ رہی ہے مگر اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ یہ قتل عام صرف ختم نبوت کے ڈاکوؤں کو تحفظ دینے کی خاطر کیا گیا۔ اس کے پس پردہ قادیانی تھے جو اپنے جھوٹے نبی کی نبوت گولی کے زور پر منوانا چاہتے تھے مگر وقت نے ثابت کر دیا کہ لاشیں گریں، خون بہا، خاموشی تو چھا گئی، قبرستان آباد ہو گئے مگر تحریک کو ختم نہ کیا جا سکا، راکھ سلگتی رہی اور ۱۹۷۴ء میں وہ ہو کر رہا جس کو روکنے کی خاطر خون بہایا گیا تھا۔ قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا۔ یہ الگ کہانی کہ مسلمان پھر لمبی تان کر سو گئے۔

۱۹۵۳ء کی یہ سازش اگر کوئی کہتا ہے کہ صرف تحریک ختم نبوت کے خلاف تھی تو غلط کہتا ہے۔ یہ سازش بنیادی طور پر پاکستان کے خلاف تھی، جہاں ۱۹۴۷ء میں مہاجروں کی خدمت کے سبب فوج لوگوں کے دلوں میں بستی تھی، اُسے نفرت کا نشانہ بنانے کی خاطر قادیانی شاطروں نے ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہے کہ فوج کے ذریعے تحریک دبا دو۔

آج ۲۰۰۸ء میں بھی حالات مختلف نہیں۔ اس وقت لاہور کی سڑک خون میں نہائی تھی تو آج اسلام آباد کی جامعہ حفصہ معصوموں کے لہو کی امین ہے اور اس کا ملبہ سازشیوں کو بے نقاب کر رہا ہے تو کہیں شمالی وجنوبی وزیرستان میں امریکی میزائلوں کی باڑ ہے تو دوسری طرف ملک بھر میں فوجی تنصیبات پر حملے ہیں۔ وہی ۱۹۵۳ء کا منظر، مگر وسیع تناظر میں۔ آج بھی فوج کو بدنام کرنے کی سازش ہے اور آج بھی عشاقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نشانہ ہیں اور اگر ذرا گردن گھمانے کی فرصت ملے تو تالیاں پیٹنے والوں کے چہرے دیکھ کر سر پیٹ لینے کو دل کرتا ہے اور انسان سوچتا رہ جاتا ہے کہ نحوست بھی شاید اسی طرح سفر کرتی ہے جیسے رب کی رحمت۔

جو چہرے ۱۹۵۳ء میں مجرم تھے، وہی آج بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اُس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وعزت کا سوال تھا، آج بھی مغربی میڈیا ویسی ہی حرکتیں کر رہا ہے۔ سازش پرانی ہے، انداز نئے۔ دشمنی پرانی ہے نام نئے۔ کاش ہم اب تو سمجھ جائیں کہ ۵۵ برس قبل جس آگ کے دائرے میں سفر شروع کیا تھا نصف صدی گزرنے کے بعد بھی ہم وہیں کھڑے ہیں۔ کیوں؟

آج بھی مرنے والے مسلمان ہیں۔ آج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت پر بکواس کی جا رہی ہے۔ آج بھی سازش کرنے والے وہی چہرے ہیں جو ۱۹۵۳ء میں تھے۔ آج بھی فوج اور قوم کو مقابل کھڑا کیا گیا ہے۔ سب کچھ تو وہی ہے۔ میں تو آج بھی ۱۹۵۳ء میں کھڑا ہوں، نہ معلوم کب تک یہیں کھڑے رہنا پڑے، لیکن ایک بات کا یقین ہے کہ اگر اسلام کی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی سزا یہ ہے تو پھر قوم نصف صدی کیا تا قیامت ہدف بننے کو تیار ہے۔